حصۂ نظم

ملخص

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

(۱۷۴۶ء-۱۸۲۴ء)

حالات زندگی

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہندوستان کے اس علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے، جس کی کئی نسل کو ہندوستان میں علم وعرفان کی اشاعت، دعوت وتبلیغ کی جد و جہد اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جان و مال کی قربانی پیش کرنے کا فخر حاصل ہے اور یہ ایسا امتیاز ہے، جو صرف خاندان ولی اللّٰہی کو نصیب ہوا۔ شاہ عبدالعزیز ۱۱/اکتوبر ۱۷۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار نے عبدالعزیز نام رکھا، تاریخی نام غلام حلیم ہے۔ بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کرلیا اور تجوید وقرأت سیکھی۔ گیارہ سال کی عمر میں باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی۔ تقریباً دو سال میں شاہ صاحب نے عربی کے مختلف علوم میں حیرت انگیز ترقی کر لی۔ پھر والد بزرگوار کے حلقۂ درس میں شمولیت اختیار کی۔ عمر کے سولھویں سال میں داخل ہوئے تو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، عقائد، منطق، کلام، ہندسہ، ہیئت، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ تمام علوم میں مہارت پیدا کر چکے تھے، لیکن خاص ذوق قرآن مجید سے تھا۔ والد بزرگوار کی وفات پر صرف سولہ برس کی عمر میں مسند درس سنبھالی۔ اس وقت سے زندگی کی آخری سانس تک اپنا وقت درس وتدریس، تصنیف وتالیف، دعوت وارشاد، مریدوں کی تربیت اور شاگردوں کی تکمیل ہی میں صرف کیا۔

تقریر ابتدا سے ہی بہت شستہ اور فصیح ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس وعظ میں خواص وعوام میں سے بے شمار شائقین شریک ہوتے۔ انداز بیان ایسا دلکش تھا کہ ہر مذہب وملت کا آدمی وعظ سے خوش خوش جاتا۔ ان کی کوئی بات کسی پر گراں نہ گزرتی۔ اپنے زمانہ میں علما ومشائخ کے مرجع تھے۔ کثرت حفظ، تعبیر رؤیا، سلیقہ وعظ، انشاء،

تحقیق وجستجو نیز مذاکرہ ومباحثہ میں درجۂ امتیاز حاصل تھا۔ ان کی شاگردی بڑے بڑے علماء کے لیے باعث فخر تھی۔ اسّی سال کی عمر پا کر ۵/ جون ۱۸۲۴ء کو صبح کے وقت انتقال ہوا۔ یکے بعد دیگرے پچپن مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دہلی کے ترکمان دروازے کے باہر خاندانی قبرستان میں والد کے برابر دفن ہوئے۔

تصانیف

مختلف علمی و دینی موضوعات پر آپ کی دس سے زیادہ وقیع تصانیف اور تمام کی تمام علماء وفضلاء کے درمیان معتمد علیہ ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف میں (۱) تفسیر فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی (۲) تحفۂ اثنا عشریہ (۳) بستان المحدثین (۴) عجالہ نافعہ (۵) سرّ الشہادتین (۶) عزیز الاقتباس فی فضائل اخبار الناس (۷) میزان العقائد (۸) فتاویٰ عزیزی (۹) رسائل خمسہ (۱۰) تحقیق الرؤیا (۱۱) ملفوظات شاہ عبدالعزیز وغیرہ اہل علم کے درمیان متداول ہیں۔

ان گرانقدر تصانیف کے علاوہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں بیحد عمدہ شاعری بھی کی ہے۔ ان کی شاعری ہندی فکر، سلاست زبان اور متانت ترکیب کی وجہ سے مقبول عوام وخواص ہے۔ ان کا وہ نعتیہ قصیدہ جو انھوں نے احمد بن محمد الانصاری، صاحب **عجب العجاب فیما یفید الکتاب** کے اس مدحیہ قصیدہ کے جواب میں لکھا تھا، جو انھوں نے شاہ صاحب کو لکھے ایک خط میں شامل کیا تھا، اپنی سلاست اور معنی آفرینی کی وجہ سے بہت مقبول ہوا۔ شاہ صاحب کے اسی نعتیہ قصیدہ کے منتخب اشعار درس میں شامل ہیں۔

مَدح النّبیﷺ

يا سائرا نحو الحمى   باللّٰه قف فى بانه
و اقرأطو امير الجوى   منى على سكانه
ان يسألوا عن حالتى   فى السقم منذ فقدتهم
فالقلب فى خفقانه   والرأس فى دورانه
ان فتشوا عن دمع عينى   بعدهم قل حاكيا
كالغيث فى تيهانه   والبحر فى هيجانه
متشتتا اوقاته   متكدرا ساعاته
فَيبيتُ ملوع الهوى   فيظل فى هيمانه
والصبح يهتک سره   والضحو يلهب حره
والليل يكحل بالقذى   والسهد فى اجفانه
و اختل امر معاشه   و سرى الضنىٰ فى جسمه
والضعف فى اعضائه   والنقص فى اركانه
لكنه مهما جرىٰ   مشغوف حب المصطفىٰ

فخياله فى قلبه   وحديثه، بلسانه
يروى مأثر حُبّه   ويعيى مناقب آله
يحن عند عليّه   ويهيم فى عثمانه

حل لغات

سائر – سیر کرنے والا، چلنے والا
نحو – جانب
الحمی – وہ حد یا باڑھ، جس کے آگے جانا ممنوع ہو
قف (ض) – ٹھہر جاؤ
بان – ایک قسم کا درخت، خیمہ
طوامیر – طامور وطومار کی جمع، صحیفہ
الجوی – سوزش عشق
السقم – بیماری
خفقان – دھڑکن
دوران – چکر
فتش تفتیشنا (تفعیل) – معلوم کرنا، پوچھنا
حاکی – بیان کرنے والا، حکایت بیان کرتے ہوئے
الغَیثُ – بارش
تیهان – سرگشتگی، مٹرگشتی

هيجان – بھڑکنا، جوش مارنا

متشتتا – بکھرا ہوا

متكدرا – گدلایا ہوا، ابتر

بات بيتا (ض) – رات گزارنا

ملوع الهوى – عشق کا بیمار، مریض عشق

هيمان – آوارگی

يهتك (ض) – تار تار کرنا

سرٌّ – بھید، راز

الضحو – چاشت کا وقت

الهب الهابا (افعال) – بھڑکانا

كحل كحلا (ف) – سرمہ لگانا

القذر – میل کچیل

السُهد – نیند

اجفان (جفن کی جمع) – آنکھ کا پپوٹا

اختل اختلالا (افتعال) – خلل میں پڑنا

معاش – معیشت، روزگار

سرى سراية (ض) – سرایت کرنا،

الضنىٰ – کمزوری

اركان (ركن کی جمع) – اعضاء

مشغوف – شغف والا، مصروف

مآثر (مأثرة کی جمع) – کارنامہ

یعیی (س) - یاد کرتا ہے

مناقب (منقبت کی جمع) - تعریف و توصیف

یَحن (ض) - مائل ہوتا ہے، شوق رکھتا ہے

التمرین

(۱) درج ذیل سوالوں کے جواب عربی میں لکھیے۔

۱ — این یرید الشاعر ان یقف السائر؟

۲ — ماذا یریدان یقرأ السائر علی سکانه؟

۳ — ما حال القلب و الرأس بعد الفراق؟

۴ — کیف دمع عینه؟

۵ — من یظل فی هیمانه؟

۶ — ایّ شئ یهتک سرّه؟

(۲) درج ذیل الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے جملوں میں استعمال کیجیے۔

☆ دمع ....

☆ هیجان ....

☆ یهتک ....

☆ یلهب ....

☆ **معاش** ....

☆ **يهيم** ....

☆ **مشغوف**..

☆ **السهد في اجفانه**..

☆ **حاكيا** ....

(۳) نظم کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔

احمد شوقیؔ

(۱۲۸۸ھ/ ۱۸۶۸ء-۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء)

شوقی قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی و ثانوی تعلیم حاصل کی۔ ابھی کمسن ہی تھے کہ مدرسة الحقوق میں داخلہ لیا، پھر مدرسة الترجمہ سے ملحق ہو گئے اور مؤخر الذکر مدرسہ سے ڈگری حاصل کی۔ ۱۸۸۷ء میں خدیو توفیق بن اسماعیل کے خرچ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے فرانس گئے۔ وہاں دو سال تک قانون کی تعلیم حاصل کی اور اس اثنا میں انگلینڈ کی بھی سیر کی۔ دوران تعلیم وہ بیمار ہو گئے، علاج کے لیے الجزائر گئے، وہاں تقریباً ڈیڑھ سال قیام کیا۔ شفایابی کے بعد پھر پیرس آئے اور قانون کی تعلیم مکمل کر کے ڈگری حاصل کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد چھ ماہ مزید پیرس میں قیام کیا۔ اس دوران وہاں کے مشہور کتب خانوں سے مستفید ہوئے اور یورپی تہذیب وتمدن کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا۔ ۱۸۹۱ء میں مصر لوٹ آئے۔

۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۵ء تک کا زمانہ ثروت و امارت کے لحاظ سے شوقی کی زندگی کا بہترین زمانہ ہے۔ اس دوران وہ شاعر العزیز کے لقب سے معروف تھے۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۹ء تک کا زمانہ ان کی جلاوطنی کا زمانہ ہے، جس میں وہ مصر سے باہر رہے اور اسپین میں قیام کیا۔ اس جلاوطنی کے سانحہ سے ان کے دل میں اپنے ملک وقوم کی محبت شدید سے شدید تر ہو گئی۔ ۱۹۱۹ء میں جب مصر کی سیاسی حالت کچھ بہتر ہوئی تو وہ پھر مصر واپس ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۳۲ء تک شوقی کی زندگی مکمل طور پر ادبی زندگی ہے۔ ۱۹۲۷ء میں امیر الشعرا کے ممتاز لقب سے نوازا گیا۔

شوقی کا دیوان شوقیات کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دیوان چار جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس دیوان

کے علاوہ انھوں نے متعدد ڈرامے اور کئی ناولیں بھی لکھے ہیں۔ ڈراموں میں زیادہ مشہور ''کلوپترا'' اور ''مجنوں ولیلیٰ'' ہیں۔

شوقی کی شاعری کا پہلا دور (۱۸۹۱ء-۱۹۱۵ء) اس زمانہ کی شاعری اپنے موضوع اور اسلوب کے اعتبار سے قدیم شعرا کے طرز پر ہے، جن میں مدح، مرثیہ، غزل، فخریات اور خمریات وغیرہ موضوعات شامل ہیں۔ اس زمانے کی شاعری میں بھی تعبیرات میں جدت اور تراکیب میں نرالا پن ہے۔

دوسرا دور (۱۹۱۵ء - ۱۹۱۹ء) شوقی کی زندگی کا جلاوطنی کا دور ہے۔ انھیں اس زمانے میں اپنی حرماں نصیبی کا احساس ہوا۔ اس احساس نے ان کے ذاتی غم کو وسعت بخشا اور وہ غم انسانیت میں تبدیل ہوگیا۔

تیسرا دور (۱۹۱۹ء-۱۹۳۲ء) جلاوطنی کے بعد شوقی کا دل اپنے وطن وقوم کی محبت سے معمور ہو جاتا ہے۔ وطن کی ابتری پر آنسو بہاتے ہیں۔ قوم کی فلاح و بہبود کے لیے نظمیں لکھتے ہیں۔ ان نظموں میں نہ صرف مصری قوم کے لیے بلکہ تمام انسانیت کے لیے فلاح وامن کا ایک پیغام ہے۔ اسی طرح اپنی قوم کے جذبۂ عمل کو ابھارتے رہے اور تادمِ آخر شاعر نیل کے لقب سے موسوم رہے۔

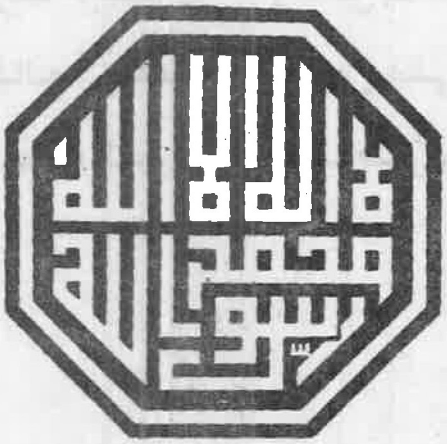

تمثال نهضة مصر

جعلت حلاها و تمثالها   عيون القوافى و امثالها
و ارسلتها فى سماء الخيال   تجر على النجم اذيالها
و اِنّى لغرّيد هذى البطاح   تغذى جناها و سلسالها
تجرى مصر كعبة اشعاره   و كل معلقة قالُها
و تلمح بين بيوت القصيد   حجال العروس و احجالُها
ادار النسيب الى حبها   و ولى المدائح اجلالُها
أرَنُ بغابرها العبقرى   و غنّى بمثل البكاء حالها
و يروى الوقائع فى شعره   يروض على البأس اطفالها
وما لمحوا بعدُ ماء السيوف   فما ضرّ لو لمحوا آلُها

(الشوقيات)

حل لغات

جَعَلتُ (ف)	–	اس ایک عورت نے بنایا
حلی	–	(واحد: حلیة)، زیور
تمثال	–	(جمع: تماثیل)، مجسمہ
عیون	–	(واحد: عین)، چشمہ
قوافی	–	(واحد: قافیة)، شعر کا وزن، مراد شعر
امثال	–	(واحد: مثل)، جیسے
ارسلتُ (افعال)	–	میں نے بھیجا
سماء	–	آسمان
تجرُّ (ن)	–	وہ کھینچتی ہے
نجم	–	(جمع: نجوم)، ستارے
اذیال	–	(واحد: ذیل)، دُم
غِرّیدٌ	–	گانے والا
بِطاحٌ	–	(واحد: بطحاء)، ایسے نالے، جن میں کنکریاں ہوں
تغذی (افعال)	–	وہ غذا دیتی ہے، کھلاتی ہے
جَنَی	–	چنا ہوا (پھل، شہد وغیرہ)
سَلسال	–	خوشگوار پانی
تجری (ض)	–	وہ جاری ہوتا ہے، دوڑتا ہے
معلقة	–	لٹکائی ہوئی، مراد وہ قصیدہ جو لٹکایا گیا ہو
قالُ	–	بات، قول
تلمحُ (ف)	–	چمکتا ہے، روشن ہوتا ہے

قصید	قصیدہ
حجال	(واحد: حجلة)، وہ کمرہ جو دلہن کے لیے سجایا جائے
عروس	دلہن
احجال	(واحد: حِجل)، پازیب
ادار (افعال)	اس نے گھمایا
نسیب	عورتوں سے متعلق لطیف اشعار (غزل)
حُبٌّ	محبت
اجلال	(واحد: جُلٌّ، جَلٌّ)، جھول
ارن، رن (ض)	رونے میں آواز کرنا، فریاد کرنا
غابر	ماضی
عبقری	فائق، سردار
غنّی	گایا
یروی (ض)	روایت کرتا ہے یا کرے گا
وقائع	(واحد: واقعة)، واقعہ
یروض (ن)	سدھانا، مشق کرنا
بأس	حملہ، تکلیف
طفل	(جمع: اطفال)، بچہ
لمحوا (ن)	انھوں نے ملاحظہ نہیں کیا
ماء السیوف	تلواروں کی چمک
ضرّ (ن)	نقصان ہوا
آل	پیروی کرنے والا

التمرين

(۱) درج ذیل سوالوں کے جواب عربی میں لکھیے۔

۱ – اى شئ جعل الشاعر تمثال مصر؟

۲ – الى اين ارسله؟

۳ – اى شئ يجر على النجم اذيالها؟

۴ – من اين تلمح حجال العروس؟

۵ – ماذا يروى الشاعر فى شعره؟

(۲) اس نظم میں شوقی نے حب الوطنی کا اظہار کس طرح کیا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(۳) حب الوطنی کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

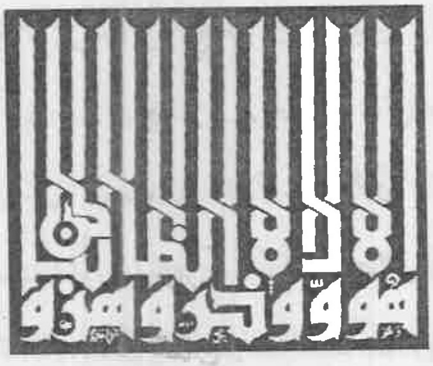

متنبّی

(۳۰۳ھ/ ۹۱۵ء- ۳۵۴ھ/ ۹۶۵ء)

حالاتِ زندگی

ابوطیب احمد بن حسین متنبّی کوفہ میں نادار والدین کے گھر میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ کوفہ میں بہشتی کا کام کرتا تھا۔ ابھی وہ چھوٹا ہی تھا کہ اس کا باپ دیہات سے نکل کر شہری زندگی گزارنے کے لیے شام کی طرف منتقل ہوگیا۔ وہ متنبّی کو مدارس میں بھیجتا رہا اور مختلف قبائل میں اس کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ہونہاری بچپن سے ہی ٹپکتی تھی۔ جب باپ کی وفات ہوئی تو وہ جوانی میں قدم رکھ رہا تھا اور علوم لغت و ادب سے خاص دلچسپی پیدا کر چکا تھا۔ چنانچہ اب وہ روزی کمانے اور مجد و سروری حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے لگا۔

متنبّی بچپن سے ہی عالی ہمت، بلند حوصلہ اور مجد و سروری کی طرف مائل تھا۔ بڑا بننے کا شوق ہی تھا، جس نے اسے نوجوانی اور ناتجربہ کاری کی عمر میں لوگوں کو اپنی خلافت کی بیعت پر اُبھارا، جس کی اطلاع علاقہ کے گورنر کو مل گئی اور اسے قید کر دیا۔ ایک قصیدہ کے ذریعہ اس نے معذرت چاہی اور جیل سے رہائی ملی۔ لیکن بڑا بننے کا سودا سر سے نہ گیا۔ چنانچہ عالم ضعیفی میں اس نے شام میں نبوت کا دعویٰ کر ڈالا۔ جب اس کا یہ دعویٰ مشہور ہوا تو انخشیدیہ کے نائب امیر حمص نے اسے گرفتار کر لیا اور توبہ کے بعد اسے اس وقت رہا کیا گیا جب اس کے مریدین کا حلقہ ٹوٹ گیا۔ وہاں سے سفر کرتا ہوا وہ ہمدانی بادشاہ سیف الدولہ کے دربار میں پہنچا، جو اس زمانہ میں علما وفضلا کا اہم مرکز تھا۔ وہاں متنبّی کی بڑی عزت ہوئی۔ اس نے بھی اپنے مدحیہ قصائد کے ذریعہ سیف الدولہ کو زند

جاوید بنا دیا۔ اس کے بعد مصر چلا گیا، جہاں کافور اخشیدی کی مدح میں متعدد قصیدے کہے لیکن آخر کار کافور کی ہجو کی اور وہاں سے فرار ہو کر شیراز چلا آیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد عراق سے بغداد جا رہا تھا کہ اچانک راستہ میں مارا گیا۔

شاعری

متنبّی معنی آفریں شاعروں میں سے ہے۔ اس نے شاعری اور فلسفہ کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کیا۔ شاعری کا انداز حکیمانہ اور فلسفیانہ ہے۔ امثال و حکم کو ایسے بلیغ انداز میں پیش کیا ہے کہ بہت سے اشعار ضرب المثل ہو گئے ہیں۔ خود پسندی اور عالی ہمتی اس کی فطرت میں تھی، چنانچہ اس کا اثر اس کی پوری شاعری میں نمایاں ہے۔ بلند جذبات، نازک خیالات اور دقیق معانی سے سارا کلام پُر ہے۔ تشبیہات و تمثیلات میں جدت و ندرت ہے۔ زبان دانی اور جدت پسندی کے زعم میں ایسے اشعار بھی کہہ گیا ہے، جن کے اندر نامانوس الفاظ اور پیچیدہ ترکیبیں ہیں، جن سے ایک مبہم قسم کا آورد پیدا ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے مشہور ہے کہ اس کے کلام میں جواہرات اور سنگریزے ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں۔

وأن ليس للإنسان إلا ما سعى

قال المتنبِّی وهو یرثی محمد بن اسحاق التنوخی

لأیِّ صروفِ الدهر فیہ نعاقب   و أیَّ رزایاہ بوِترٍ نطالبُ
مضٰی مَنُ فقدنا صبرنا عند فقدہِ   و قد کان یعطی الصبر والصَّبرُ عازب
یزور الاعادیٰ فیٖ سماء عجاجةِ   ا سنَّة فی جانبیها الکواکب
فتسفرُ عنه و السیوف کانّما   مَضاربها مما انفللنَ ضرائبُ
طلعن شموسًا و الغمود مشارق   لَهنَّ و هامات الرجال مغاربُ
مصائب شتیٰ جمعت فی مصیبةٍ   ولم یکفوا حتی اقتفتها مصائبُ
فر ثیٰ ابن ابینا غیرُ ذی رحم لهٗ   فباعدنا عنه و نحن الاقاربُ
و عرض انّا شامتون بموته   والا فزارت عارضیة القواضیبُ
أَلیس عجبًا أن بین بنی اب   لنجل یهودیٍ تدبُّ العقاربُ
الا انّما کانت وفاة محمدٍ(ﷺ)   دلیلًا علیٰ أن لیسَ للّٰه غالبُ

حل لغات

صروف الدهر	(واحد: صرف الدهر)، مصائب زمانہ
نعاتبُ (مفاعلة)	ہم ایک دوسرے کی سرزنش کرتے ہیں
رزایا	(واحد: رزیة)، مصیبت
مضىٰ (ن)	گزر گیا
فقدنا (ض)	ہم نے کھو دیا
یعطی (افعال)	عطا کرنا، دینا
عازب (اسم فاعل)	غائب ہونے والا
یزور (ن)	وہ زیارت کرتا ہے، ملتا ہے
اعادی	(اعداء کی جمع الجمع)، دشمن
عجاجة	بہت اونٹ
اسنة	(واحد: سنان)، نیزے کا پھل
تسفر الحرب (ض)	جنگ ختم ہونا
مضرب	(جمع: مضارب)، دستے
انفللن (انفعال)	شکست کھانا
ضرائب	(واحد: ضریبة)، طبیعت، عادت، مار کھایا ہوا
طلعن (ف، ن)	طلوع ہونا
شموس	(واحد: شمس)، سورج
غمود	(واحد: غمد)، نیام
مشارق	(واحد: مشرق)، سورج نکلنے کی جگہ
هامات	(واحد: هامة)، کھوپڑیاں

مغاربُ	(واحد: مغرب)، سورج غروب ہونے کی جگہ
شتى	مختلف
جمعت (ف)	تو نے جمع کیا
لم يكف ض)	کافی نہیں ہوا
قفت (ن)	پیچھا کرنا
رثى (ض)	مرثیہ کہنا
ذى رحم	رشتہ دار
اقارب	(واحد: اقرب)، رشتہ دار
عرّض (تفعيل)	اس نے پیش کیا
شامت (اسم فاعل)	دوسرے کی تکلیف سے خوش ہونے والا
عارض	گال
نجل	اولاد، نسل
تدب (ض)	سرایت کرنا
العقارب	(واحد: عقرب)، بچھو

التمرين

(ا) درج ذیل سوالوں کے جواب عربی میں لکھیے۔

١- ماذا فقد الشاعر بفقد محمد بن اسحق؟

٢- من كان يعطى الشاعر الصبر؟

٣- كيف كان محمد بن اسحق يزور اعاديه؟

۴- من كان شامتا بموته؟

۵- من باعد عنه الشاعرُ؟

٦- على اى شئ كانت وفاة محمد ﷺ دليلا ؟

(٢) درج ذیل الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے انھیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

☆ صروف الدهر ....

☆ رزايا ....

☆ شموس ....

☆ الاقارب ....

☆ شامت ....

☆ نجل ....

☆ اقتفاء ....

☆ جمعت ....

(٣) درج ذیل اشعار کا مطلب اپنی عربی میں لکھیے۔

١- يزور الاعادى فى سماء عجاجة   اسنته فى جانبيها الكواكب
٢- الا انما كانت وفاة محمد   دليلا على ان ليس لِلّٰه غالب

(۴) اس مرثیہ میں شاعر نے ممدوح کی کن صفات کا ذکر کیا ہے؟ واضح کیجیے۔